محمد وسیم اختر مفتی

حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ بن جحش بنوخزیمہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اسد بن خزیمہ کی نسبت سے ان کا قبیلہ بنو اسد کہلاتا ہے۔ ان کے دادا کا نام ریاب (یارئاب) بن یعمر تھا۔ ابن سعد نے حضرت عبداللہ کے قبیلے کو ان کے ساتویں جد کی نسبت سے بنوغنم بن دودان کا نام دیا ہے، دودان اسد بن خزیمہ کے پوتے تھے۔ بنو اسد بن خزیمہ سیدنا عثمان کے قبیلۂ بنوامیہ (بنوعبدشمس یا حرب بن امیہ) کے حلیف تھے۔ ابومحمد حضرت عبداللہ کی کنیت تھی۔

حضرت عبداللہ بن جحش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد تھے، ان کی والدہ امیمہ بنت عبدالمطلب آپ کی پھوپھی تھیں۔ ابولہب کی باندی ثوبیہ نے پہلے حضرت حمزہ پھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے بعد حضرت ابوسلمہ کو دودھ پلایا۔ اگر یہ روایت درست ہے کہ حضرت عبداللہ بن جحش نے بھی ثوبیہ کا دودھ پی رکھا تھا تو لامحالہ ان کا زمانۂ رضاعت موخر ہوگا، کیونکہ وہ آں حضرت صلی اللہ علیہ سلم کے بعد پیدا ہوئے۔ ثوبیہ کے بیٹے مسروح آپ کے دودھ شریک بھائی تھے۔ فتح مکہ کے موقع پر آپ نے ثوبیہ اور مسروح کے بارے میں دریافت فرمایا تو معلوم ہوا کہ دونوں وفات پا چکے ہیں۔

بعثت نبوی سے پہلے کا زمانہ فترۃ کہلاتا ہے، یعنی وہ دور جب انبیاے گذشتہ سے ملنے والی ہدایت لوگوں کے ذہنوں سے محو ہو چکی تھی اور نبی آخر الزمان کا ابھی ظہور نہ ہوا تھا۔ اس زمانے میں بھی معدودے چند لوگ تھے جو شرک سے دور اور توحید پر قائم تھے، انھیں روز قیامت اپنے رب سے ملنے کا انتظار تھا۔ ان راست کردار نفوس میں جہاں اصحاب اخدود*، حضرت خالد بن سنان، حضرت قس بن ساعدہ، حضرت زید بن عمرو بن نفیل اور حضرت ورقہ بن نوفل کا ذکر کیا گیا ہے، وہاں حضرت عبداللہ بن جحش کا نام بھی لیا گیا ہے۔ حضرت عبداللہ زید بن عمرو بن نفیل کی طرح دین

* کھائی میں پھینک کر آگ سے جلا دیے جانے والے اہل ایمان: سورۂ بروج۔

ابراہیم کی طرف مائل تھے، جبکہ ان کے بھائی عبیداللہ بن جحش پر نصرانیت کا غلبہ رہا۔ بت پرستی سے نفرت رکھنے اور دین حنیف کی طرف میلان رکھنے کی وجہ سے حضرت عبداللہ کو السابقون الاولون میں شامل ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔ وہ حضرت ابوبکر کی دعوت پر ایمان لائے، ابھی آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دار ارقم میں تبلیغی سرگرمیوں کا آغاز نہ کیا تھا۔ اسلام کی طرف سبقت کرنے میں ان کا نمبر اکتیسواں تھا۔ عام خیال یہی ہے کہ حضرت عبداللہ کے والد جحش بعثت نبوی سے پہلے انتقال کر چکے تھے، تاہم ایک روایت ہے کہ وہ زندہ تھے اور نعمت ایمان سے سرفراز ہوئے۔ جحش کے کل چھ بچے تھے، تاریخ اسلامی میں ہر ایک کا اہم مقام ہوا۔ عبیداللہ بن جحش اور ابواحمد بن جحش حضرت عبداللہ کے ساتھ ہی ایمان لائے۔ ام المومنین حضرت زینب بنت جحش، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی اہلیہ حضرت ام حبیبہ بنت جحش، حضرت مصعب بن عمیر کی زوجہ حضرت حمنہ بنت جحش، حضرت عبداللہ بن جحش کی بہنیں تھیں۔

نبوت کے پانچویں سال قریش کے مظالم سے تنگ آئے ہوئے اہل ایمان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہہ کر حبشہ ہجرت کرنے کی ہدایت فرمائی کہ وہاں جس بادشاہ کی حکومت ہے، اس کے ہاں ظلم نہیں ہوتا۔ حبشہ امن اور سچائی کی سرزمین ہے، (تم وہاں اس وقت تک قیام کر سکتے ہو) جب تک اللہ تمھارے لیے شدائد سے چھٹکارے کی راہ نہ نکال دے۔ چنانچہ ماہ رجب میں پندرہ یا سولہ مرد و عورتوں کا پہلا قافلہ حبشہ روانہ ہوا۔ چند ماہ کے بعد دو کشتیوں پر سوار سڑسٹھ اہل ایمان کا دوسرا گروپ نکلا جس کی قیادت حضرت جعفر بن ابوطالب نے کی، اسے ہجرت ثانیہ کہا جاتا ہے، حضرت عبداللہ بن جحش اور عبیداللہ بن جحش ان میں شامل تھے۔ عبیداللہ کی بیوی ام حبیبہ بنت ابوسفیان ان کے ساتھ تھیں۔ اس طرح دونوں گروپوں کے مہاجرین کی مجموعی تعداد تراسی ہو گئی۔ کچھ عرصہ کے بعد مشرکین قریش کے ایمان لانے اور ان کی طرف سے مسلمانوں پر ہونے والا تشدد بند ہونے کی افواہ حبشہ پہنچی تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک تعداد نے مکہ واپسی کا قصد کیا، حضرت عبداللہ بن جحش ان میں سے ایک تھے۔ اس خبر کے غلط ثابت ہونے پر کچھ مہاجرین حبشہ لوٹ گئے، تاہم حضرت عبداللہ بن جحش ان تینتیس اصحاب میں سے تھے جو مکہ میں مقیم ہو گئے اور یہیں سے مدینہ کو ہجرت کی۔ قیام حبشہ کے دوران میں حضرت عبداللہ کے بھائی عبیداللہ بن جحش مرتد ہو کر عیسائی ہو گئے اور اپنی وفات تک وہیں رہے۔

''اردو دائرۂ معارف اسلامیہ'' کے مضمون نگار کا کہنا ہے: ''عبداللہ بن جحش 'حلف' (اتحاد قبائل) کے ایک گروہ کے ممتاز ترین فرد تھے۔ اس 'حلف' میں ان کی بہن زینب بھی شامل تھیں۔'' کوشش کے باوجود ہمیں اس کا مصداق نہیں مل سکا۔ عربوں کے مشہور معاہدین 'احلاف'، 'مطیبین' اور 'حلف الفضول' کے ارکان میں حضرت عبداللہ کا نام شامل نہیں۔

انصار کے قبول اسلام کے بعد آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل ایمان کو مدینہ ہجرت کرنے کا اذن دیا تو حضرت

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

ابوسلمہ نے پہلے مہاجر ہونے کا شرف حاصل کیا۔ان کے بعد حضرت عامر بن ربیعہ، حضرت عبداللہ بن جحش، ان کی اہلیہ اور نابینا بھائی ابواحمد عبد دار ہجرت پہنچے اور قبا میں بنوعمرو بن عوف کے محلّہ میں مبشر بن عبدالمنذر کے ہاں مقیم ہوئے۔ حضرت عبداللہ کے اعزہ عکاشہ بن محصن، ابوسنان بن محصن، سنان بن ابوسفیان، شجاع بن وہب، عقبہ بن وہب، اربد بن حمیر (یا حمیرہ)، منقذ بن نباتہ، سعید بن رقیش، یزید بن رقیش، محرز بن نضلہ، قیس بن جابر، عمرو بن محصن، مالک بن عمرو، صفوان بن عمرو، ثقف بن عمرو، ربیعہ بن اکثم، تمام بن عبیدہ، سخبرہ بن عبیدہ اور زبیر بن عبیدہ نے بھی ہجرت کی اور مبشر بن عبدالمنذر ہی کے ہاں ٹھہرے۔ بنوغنم کی خواتین میں سے زینب بنت جحش، حمنہ بنت جحش، ام حبیب بنت جحش، جدامہ بنت جندل، ام قیس بنت محصن، ام حبیب بنت ثمامہ، آمنہ بنت رقیش اور سخبرہ بنت تمیم نے مردوں کا ساتھ دیا۔ پھر مسلمانوں کی اکثریت نے ہجرت کے لیے رخت سفر باندھ لیا، آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲/ربیع الاول کو تشریف لائے۔

بنوغنم کے تمام مرد و عورت مدینہ ہجرت کر گئے تو ان کے گھروں کو تالے لگ گئے۔ ردم کے مقام پر واقع حضرت عبداللہ بن جحش کا گھر بھی مقفل ہو گیا۔ بنوغنم کی طرح بنوابوبکیر اور بنومظعون کے گھر بھی مکینوں سے خالی ہو گئے۔

ایک بار عتبہ بن ربیعہ، عباس بن عبدالمطلب اور ابوجہل بالائی مکہ جاتے ہوئے بنوجحش کے مکان کے پاس سے گزرے۔ عتبہ نے اسے دروازہ بند، بے آباد دیکھ کر سرد آہ بھری اور ابودواد ایادی کا یہ شعر پڑھا:

وکل دار وإن طالت سلامتها　　　یومًا ستدرکها النکباء والحوب

''ہر گھر چاہے کتنی دیر صحیح وسالم رہے، ایک دن الٹے رخ کی ہوا چلتی ہے اور اس پر ویرانیاں چھا جاتی ہیں۔''

ابوجہل نے کہا: اس گھر پر کوئی نہ روئے گا۔ پھر عباس سے مخاطب ہوا کہ یہ تمھارے بھتیجے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کام ہے، اس نے ہماری جمعیت کو منتشر کر دیا ہے، قوم کا شیرازہ بکھیر دیا ہے اور ہم میں جدائیاں ڈال دی ہیں۔ کچھ دیر کے بعد ابوسفیان نے اس گھر پر قبضہ کر لیا اور عمرو بن علقمہ کے ہاتھ بیچ دیا۔ حضرت عبداللہ بن جحش کو پتا چلا تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا: حضرت عبداللہ، کیا تم اس بات پر خوش نہیں کہ اللہ تمھیں جنت میں اس سے بہتر گھر دے دے گا؟ کیوں نہیں، ابن جحش نے جواب دیا۔ فرمایا: جنت کا یہ گھر تمھیں مل چکا۔ مکہ فتح ہوا تو حضرت عبداللہ کے بھائی ابواحمد نے دوبارہ گھر کی بات چھیڑی۔ آپ نے جواب ٹالا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کو بتایا: ابواحمد، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پسند نہیں کرتے کہ جو مال اللہ کی راہ میں چلا گیا، اس کی واپسی کی کوشش کی جائے۔ ابواحمد نے آپ سے مزید بات نہ کی، تاہم ابوسفیان کو مخاطب کر کے یہ شعر کہہ ڈالے:

أبلغ أباسفیان عن　　　أمر عواقبه ندامه

''ابوسفیان کو اس معاملے کے بارے میں بتا دو جس کے نتائج شرم ساری ہوں گے۔''

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

دار ابن عمك بعتها　　　تقضی بها عنك الغرامه

”یعنی اپنے چچیرے کا گھر جو تو نے بیچ ڈالا، اس کا تاوان بھرے گا تو تیرا چھٹکارا ہوگا۔“

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عاصم بن ثابت سے حضرت عبداللہ بن جحش کی مواخات قائم فرمائی۔

اواخر جمادی الثانی ۲ھ (جنوری ۶۲۴ء) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کی سرگرمیوں کی خبر لینے کے لیے حضرت عبداللہ بن جحش کی سربراہی میں نو (واقدی کے خیال میں بارہ) مہاجرین کا ایک سریہ روانہ کیا۔ روایات کے مطابق پہلے آپ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح کا تقرر کیا تھا، وہ فرط جذبات سے رونے لگے تو حضرت عبداللہ کو روانہ فرمایا۔ حضرت عبداللہ کے علاوہ حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ، حضرت عکاشہ بن محصن (یا حضرت عمار بن یاسر)، حضرت عتبہ بن غزوان، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عامر بن فہیرہ (دوسری روایت: حضرت عامر بن ربیعہ)، حضرت واقد بن عبداللہ، حضرت خالد بن بکیر اور حضرت سہیل بن بیضا (شاذ روایت: حضرت صفوان بن وہب (بیضا) اس میں شامل تھے۔ یہ چھ اونٹوں پر سوار تھے۔ آپ نے حضرت عبداللہ کو ایک خط بھی دیا اور فرمایا: مدینہ سے مکہ کی جانب دو دن کا سفر (اٹھائیس میل کی مسافت) طے کر لینے کے بعد وادئ ملل (یا ابن ضمیرہ کے کنویں پر) پہنچ کر اسے پڑھنا۔ چنانچہ آپ کی ہدایت کے مطابق جب انھوں نے خط کھولا تو لکھا پایا: ”مکہ اور طائف کے بیچ واقع مقام نخلہ کی طرف سفر جاری رکھو، وہاں پہنچ کر قریش کی نگرانی کرو اور ان کے بارے میں معلومات حاصل کرو۔“ حضرت عبداللہ نے آپ کے فرمان پر سمع و طاعت کہہ کر اپنے ساتھیوں سے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ کسی کو زبردستی آگے لے جاؤں۔ جو شہادت کا طلب گار ہے، میرے ساتھ چلے۔ سب چل پڑے، کوئی پیچھے نہ رہا۔ دستہ فرع سے آگے بحران کے مقام پر پہنچا تو حضرت عتبہ بن غزوان اور حضرت سعد کا مشترکہ اونٹ کھو گیا۔ دونوں اسے تلاش کرنے لگ گئے، ابن جحش باقی ساتھیوں کو لے کر چلتے رہے اور نخلہ پہنچ گئے۔ کشمش، کھالیں اور دوسرا سامان تجارت لے کر چار افراد پر مشتمل قریش کا قافلہ گزرا۔ اہل قافلہ انھیں دیکھ کر خوف زدہ ہو گئے تو حضرت عکاشہ نے سر منڈا لیا، کفار کو مغالطہ ہوا کہ مسلمان عمرہ کے لیے جا رہے ہیں اور مطمئن ہو گئے۔ سدّی کا کہنا ہے کہ یہ غزوہ جمادی الثانی کے آخری دن یا حرام مہینے رجب کی پہلی رات (دوسری روایت: رجب کے آخری دن یا حلال مہینے شعبان کی پہلی رات) میں ہوا۔ مسلمانوں نے آپس میں مشورہ کیا، اگر قافلے والوں کو چھوڑ دیا تو یہ حرم پہنچ کر مامون ہو جائیں گے اور اگر قتال کیا تو یہ حرام مہینے میں ہوگا۔ کچھ تردد کے بعد انھوں نے حملے کا فیصلہ کیا۔ مشرک کھانا پکانے میں مصروف تھے، حضرت واقد بن عبداللہ نے تیر مار کر قافلے کے سردار عمرو بن حضرمی کو قتل کر دیا اور عثمان بن عبداللہ اور حکم بن کیسان کو قید کر لیا۔ نوفل بن عبداللہ فرار ہو گیا۔ ہجرت مدینہ کے بعد یہ ساتویں مہم اور پہلا سریہ تھا جس میں

کامیابی ملی، عمرو عہد اسلامی کا پہلا قتیل اور عثمان اور حکم پہلے اسیر تھے۔ ابن کیسان مقداد کی قید میں تھا، ابن جحش اسے قتل کرنا چاہتے تھے، لیکن مقداد نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہونے سے پہلے ایسا کرنے سے منع کر دیا۔
حضرت عبداللہ بن جحش نے تاریخ اسلامی میں حاصل ہونے والے پہلے مال غنیمت کی اپنے تئیں تقسیم کر کے ۱/۵ حصہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے رکھ لیا، حالاں کہ خمس کا حکم نازل نہ ہوا تھا اور زمانۂ جاہلیت میں سرداران قوم کے لیے مرباع (۱/۴، ربع غنیمت) مختص کرنے کا رواج رہ چکا تھا۔ یہ بات ایک تمیمی شاعر کے اس مصرعہ سے عیاں ہے:

نحن الرؤوس وفينا يقسم الربع

''ہم سردار ہیں اور ہم ہی میں مال غنیمت کا چوتھا حصہ بانٹا جاتا ہے۔''

اہل سریہ مدینہ پہنچے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تمھیں ماہ حرام، رجب میں جنگ کرنے کو نہیں کہا تھا۔ آپ نے مال غنیمت اور اسیروں کے معاملے میں توقف کیا اور کچھ لینے سے انکار فرما دیا تو صحابہ پشیمان ہو گئے کہ شاید وہ ہلاکت میں پڑ گئے۔ مسلمان بھائیوں نے ان کو برا بھلا کہا، ادھر قریش نے طعنہ زنی شروع کر دی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے اصحاب نے حرام مہینے کی حرمت پامال کی۔ چہ میگوئیاں بڑھ گئیں تو ارشاد ربانی نازل ہوا:

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ. (البقرہ ۲: ۲۱۷)

''آپ سے ماہ حرام میں قتال کرنے کی بابت سوال کرتے ہیں۔ کہہ دیجیے، اس مہینے میں جنگ کرنا بہت برا ہے اور (اس کے ساتھ ساتھ) لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکنا، اللہ کو نہ ماننا، مسجد حرام کا راستہ بند کرنا اور حرم کے رہنے والوں کو نکال باہر کرنا اللہ کے ہاں اس سے بھی بدتر ہے اور فتنہ وفساد قتل سے بھی بڑا جرم ہے۔''

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

اس حکم وحی کے بعد آپ نے مال غنیمت اور قیدیوں کو اپنی تحویل میں لے لیا۔ جب قریش نے اسیر چھڑانے کے لیے فدیہ بھیجا تو آپ نے فرمایا: ہم اپنے ساتھیوں سعد اور عتبہ کے لوٹنے تک فدیہ نہیں لیں گے، کیونکہ ہمیں ان کی جانوں کا اندیشہ ہے۔ دونوں اصحاب صحیح سلامت واپس آ گئے تو آپ نے سولہ سو دینار فدیہ لے کر قریش کے اسیروں عثمان اور حکم کو چھوڑ دیا۔ حکم بن کیسان نے رہائی کے فوراً بعد آپ کی دعوت پر اسلام قبول کر لیا۔
سریۂ عبداللہ بن جحش جنگ بدر کے وقوع کا سبب بنا، کیونکہ اس سے قریش کی معیشت کو سخت دھچکا لگا۔ ان کی تمام تر خوش حالی شام سے تجارت پر موقوف تھی، حبشہ اور یمن سے تجارت کا اتنا حجم نہ تھا کہ وہ اس پر انحصار کر لیتے۔ نخلہ کی اس مہم کا دوسرا فائدہ یہ ہوا کہ قریش پر مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی عسکری قوت کا رعب بیٹھ گیا۔
حضرت عبداللہ بن جحش کی آل میں سے کسی کی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مال غنیمت کی اسی تقسیم (سپاہیوں

کے لیے ۴/۵ اور اللہ اور رسول کے لیے ۱/۵) کو برقرار رکھا جو حضرت عبداللہ نے کی تھی:

وَاعۡلَمُوۡٓا اَنَّمَا غَنِمۡتُمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ فَاَنَّ لِلّٰہِ خُمُسَہٗ وَلِلرَّسُوۡلِ وَلِذِی الۡقُرۡبٰی وَالۡیَتٰمٰی وَالۡمَسٰکِیۡنِ وَابۡنِ السَّبِیۡلِ. (الانفال ۸: ۴۱)	''جان لو، تمھیں جو مال غنیمت بھی حاصل ہو، اس کا پانچواں حصہ اللہ، رسول، قرابت داروں، یتیموں، محتاجوں اور مسافروں کے لیے مختص ہوگا۔''

معاملہ نمٹنے کے بعد حضرت عبداللہ اور ان کے ساتھیوں نے آپ سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ، آیندہ کوئی غزوہ ہو تو کیا ہم مجاہدین کے لیے مال غنیمت کی توقع رکھیں؟ مکرر وحی نازل ہوئی:

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَالَّذِیۡنَ ہَاجَرُوۡا وَجٰہَدُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ یَرۡجُوۡنَ رَحۡمَتَ اللّٰہِ وَاللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ. (البقرہ ۲: ۲۱۸)	''یقیناً جو ایمان لائے اور جنھوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا، وہ اللہ کی رحمت کے امیدوار ہیں اور اللہ بخشنے والا، مہربان ہے۔''

حضرت سعد بن ابی وقاص کی روایت ہے کہ بنو کنانہ کی مہم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیجے ہوئے دستے کے افراد میں اختلاف راے ہو گیا۔ کچھ مدینہ واپس آ گئے، کچھ نے قریش کے قافلے پر حملہ کیا۔ اس پر آپ کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔ فرمایا: ''تم میرے پاس سے اکٹھے گئے اور الگ الگ لوٹے ہو۔ تم سے پہلی امتوں کو تفرقے ہی نے ہلاک کیا۔ میں ایسے شخص کو تمھارا امیر بناؤں گا جو تم میں سے بہترین نہیں (لیکن) تم سب سے بڑھ کر بھوک، پیاس برداشت کر سکتا ہے۔'' پھر آپ نے نخلہ کی طرف سریہ (سریۂ عبداللہ بن جحش) مبعوث کیا اور حضرت عبداللہ بن جحش کو عہد اسلامی کا پہلا امیر مقرر فرمایا (احمد، رقم ۱۵۳۹)۔ ایک روایت کے مطابق پہلا علم بھی ان کے سریہ کو ملا، اسی سریہ میں انھیں امیر المومنین کا خطاب ملا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ عبیدہ بن حارث ثنیۃ المرۃ کو جانے والے سریہ میں پہلے امیر مقرر ہوئے، جبکہ مدائنی کے مطابق ساحل سمندر 'سیف البحر' پر واقع مقام عیص کی طرف روانہ کیے جانے والے سریہ میں حضرت حمزہ کو پہلا علم عطا ہوا۔

حضرت عبداللہ بن جحش نے جنگ بدر میں حصہ لیا۔ عمرو بن حضرمی کا انتقام لینا جنگ بدر کی ایک اہم غایت تھی، اس لیے حضرت واقد بن عبداللہ جنھوں نے عمرو کو قتل کیا اور حضرت عبداللہ بن جحش جو اس مہم کے امیر تھے، مشرکوں کا ٹارگٹ تھے۔ اللہ کا کرنا ہے کہ اس غزوہ میں دونوں ان کے ہاتھ نہ آ سکے۔ اس وقت کفار کے لشکر میں شامل حکیم بن حزام بیان کرتے ہیں کہ میدان بدر پہنچنے کے بعد میں عتبہ بن ربیعہ کے پاس آیا اور کہا: ابو ولید، کیا تم چاہتے ہو کہ آج کے معرکے کا شرف ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تمھیں مل جائے؟ تمھیں اپنے ایک حلیف عمرو بن حضرمی کا بدلہ ہی لینا ہے، اس کی دیت لے کر واپس چلو۔ عتبہ نے یہ بات ابوجہل سے کرنے کو کہا۔ میں نے اسے یہ سجھاؤ دیا تو وہ عتبہ کے پاس آیا اور غصے سے بولا: خوف سے تمھارے پھیپھڑے پھول گئے ہیں اور دل حلق کو آ رہا ہے؟ عتبہ نے گالی دے کر

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

کہا: جلد پتا چل جائے گا کہ کس کے پھیپھڑے پھولے ہیں۔ پھر اس نے سپاہیوں سے خود مانگا، کوئی خود سر پر پورا نہ آیا تو اس نے چادر ہی لپیٹ لی اور جنگ کا آغاز ہو گیا۔ مشرکین کو شکست فاش ہوئی، اختتام جنگ پر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اسیروں کے بارے میں سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے مشورہ کیا تو حضرت عبداللہ بن جحش کی رائے بھی لی۔ حضرت ابوبکر نے کہا: ''یارسول اللہ، یہ آپ کی اپنی قوم کے لوگ اور اعزہ واقارب ہیں، انھیں زندہ رہنے دیجیے اور ان سے نرمی برتیں، ہوسکتا ہے کہ اللہ انھیں توبہ کی توفیق دے دے۔'' سیدنا عمر کا کہنا تھا: ''یارسول اللہ، انھی لوگوں نے آپ کو شہر مکہ سے نکالا اور آپ کی تکذیب کی۔ ان کی گردنیں اڑا کر جی کو ٹھنڈا کریں۔'' حضرت عبداللہ بن رواحہ نے سجھاؤ دیا: ''یارسول اللہ، اس وادی کو دیکھیں جس میں بے شمار بالن ہے، مشرکوں کو اس ایندھن میں گھسیڑ کر آگ لگا دیں'' (احمد، رقم ۳۶۳۲)۔ حضرت عبداللہ بن جحش کا مشورہ بھی یہی تھا، وہ کھڑے ہو گئے اور کہا: یارسول اللہ، یہ اللہ کے دشمن ہیں، آپ کو جھٹلایا، اذیتیں پہنچائیں، انھوں ہی نے آپ کو آپ کے شہر سے نکالا اور آپ سے جنگ پر اتر آئے۔ آپ ایسی وادی میں قیام پذیر ہیں جس میں کثرت سے لکڑی پائی جاتی ہے۔ ان کافروں اور مشرکوں کے لیے بہت سی لکڑیاں جمع کریں، پھر ان پر رکھ کر آگ دہکا دیں۔ ''مسند احمد'' کی یہ روایت (رقم ۳۴۶۴) منقطع السند ہے، تاہم ''مستدرک حاکم'' کی اس سے ملتی جلتی ایک روایت کو حاکم نے صحیح السند قرار دیا ہے (رقم ۴۳۰۴)۔

۳ھ میں جنگ احد ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احد پہنچے تو شیخان کے مقام کے پاس پڑاؤ ڈالا۔ صبح سویرے حضرت ام سلمہ نے بھنی ہوئی ران آپ کو پیش کی، اسے کھانے کے بعد آپ نے نبیذ نوش فرمائی۔ ایک اور صحابی نے پی تو حضرت عبداللہ بن جحش نے بھی گھونٹ بھرا۔ ایک شخص نے ابن جحش سے سوال کیا: کیا آپ جانتے ہیں کہ کل کہاں ہوں گے؟ انھوں نے جواب دیا: ہاں، میں اللہ کے حضور پیش ہوں گا۔ میں پیاسا رہنے کے بجائے سیر ہو کر اللہ سے ملاقات کرنا زیادہ پسند کروں گا۔

حضرت عبداللہ بن جحش نے جنگ احد میں جام شہادت نوش کیا۔ اس دن ان کی تلوار ٹوٹ گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کی ایک شاخ انھیں دی جوان کے ہاتھ میں آ کر تلوار بن گئی، جبکہ دستہ کھجور ہی کا رہا۔ کچھ عرصہ کے بعد یہ تلوار ترک باغیوں کے آگے دوسو دینار میں بکی۔ حضرت ابن جحش نے اس روز شہادت کی دعا مانگی جو قبول ہوئی۔ انھوں نے حضرت سعد بن ابی وقاص سے کہا: چلو، ہم مل کر دعا مانگتے ہیں۔ دونوں ایک طرف کونے میں ہو کر خلوت میں ہو گئے تو حضرت سعد نے یہ دعا مانگی: ''اے رب، کل ہم دشمن سے جنگ کریں تو میرے مقابل ایسا جنگجو لانا جو بہت غصے والا ہو، میں تیری راہ میں اس سے لڑوں، پھر مجھے اس پر فتح دینا، میں اسے مار ڈالوں اور اس کے ساز و سامان پر قبضہ کر لوں۔'' حضرت عبداللہ بن جحش نے ان کی دعا پر آمین کہا اور خود اللہ کے حضور یہ التجا کی: ''اے اللہ، میرے مقابلے میں ایسا دشمن لانا جو بہت تند ہو اور سخت جنگ کرتا ہو۔ میں تیری راہ میں اس سے قتال کروں، آخر کار

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

وہ مجھ پر قابو پالے اور میرا ناک، میرے کان کاٹ ڈالے۔ روز جزا جب میری تجھ سے ملاقات ہو اور تو پوچھے کہ تمھارے ناک کان کیوں کاٹے گئے؟ میں کہوں کہ یہ تیری اور تیرے رسول کی راہ میں ہوا اور تو میری تصدیق کرے۔ دوسری روایت میں یہ اضافہ ہے کہ اے اللہ، میں تمھیں قسم دیتا ہوں، دشمن مجھے قتل کرے، میرا پیٹ پھاڑے اور میرا مثلہ کرے۔ حضرت سعد کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن جحش کی دعا میری دعا سے بہتر تھی۔ وہ دن گزرا تو میں نے دیکھا کہ ان کے کان اور ناک ایک رسی سے لٹکے ہوئے ہیں۔ ان کی دعا قبول ہوئی اور ان کا مثلہ کیا گیا۔ حضرت سعید بن مسیّب کہتے ہیں کہ اللہ نے ان کی قسم پوری کی۔ ہمیں توقع ہے کہ روز قیامت ان کی قسم کا باقی حصہ بھی پورا ہو گا۔ حضرت زبیر بن عوام کہتے ہیں کہ 'المجدع في اللّٰہ' (اللہ کی راہ میں نکٹا، بوچا ہونے والا) حضرت عبداللہ کا لقب ہو گیا۔ ابوحکم بن اخنس ثقفی نے حضرت عبداللہ سے قتال کیا اور اسی کی ضرب سے وہ شہید ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ اور حضرت عبداللہ بن جحش کی نماز جنازہ پڑھائی، حضرت عبداللہ اور ان کے ماموں حضرت حمزہ، دونوں کو ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے کنارے پر بیٹھے رہے، جبکہ سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا علی اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم قبر میں اترے۔ طبری کہتے ہیں کہ تدفین کی یہ روایت حضرت عبداللہ کی آل کے علاوہ کسی نے بیان نہیں کی۔ حضرت ابن جحش کی عمر چالیس برس (یا کچھ زیادہ) ہوئی۔ حضرت عبداللہ بن جحش کا مثلہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ انھوں نے اس سریہ کی قیادت کی تھی جس میں مشرکوں کا رئیس ابن رئیس عمرو بن حضرمی مارا گیا تھا۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.org

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جنگ احد سے فارغ ہونے کے بعد مدینہ تشریف لائے تو حضرت حمنہ بنت جحش سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ حضرت حمنہ کو ان کے بھائی حضرت عبداللہ بن جحش کی شہادت کی خبر ملی تو انھوں نے 'انا للہ وانا الیہ راجعون' کہا اور دعاے مغفرت کی۔ ان کے ماموں حضرت حمزہ کی شہادت کے بارے میں بتایا گیا تو بھی انھوں نے 'انا للہ' کہہ کر مغفرت کی دعا مانگی اور جب انھیں اپنے شوہر حضرت مصعب بن عمیر کے شہید ہونے کا پتا چلا تو وہ چلائیں اور آہ و بکا کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ بھائی اور ماموں کی وفات کی خبر سن کر انھوں نے صبر کا مظاہرہ کیا، لیکن خاوند کی شہادت کا سن کر گریہ کیا تو فرمایا: عورت کے نزدیک اس کے شوہر کا ایک مقام ہوتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن جحش کی شہادت کے بعد ان کے ترکے کی نگہداشت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمائی۔ آپ نے ان کے بیٹے کے لیے خیبر میں مال مویشی لے لیے۔

دور اموی میں حضرت عبداللہ بن جحش کا ایک بیٹا دار مروان آیا اور اپنا حسب نسب بتا کر وظیفہ کی درخواست کی۔ ہشام بن عبدالملک نے اپنے بیٹے کو وظائف کی تقسیم پر بٹھا رکھا تھا۔ اس نے حضرت عبداللہ کے بیٹے کو تو کچھ نہ دیا، لیکن اسی وقت کندہ کا ابن ابی تجراۃ آیا اور بتایا کہ وہ ایک سفر میں عمار بن ولید کے ساتھ رہا ہے جو ابن ہشام کا چچا

تھا۔اس کے لیے فوراً وظیفہ جاری ہو گیا۔

حضرت عبداللہ بن جحش میانہ قد تھے۔ان کے جسم پر بہت بال تھے۔حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت کی گئی ہے کہ جنگ بدر ہوئی تو عبداللہ بن جحش اور ابن ام مکتوم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: ہم نابینا ہیں تو ہمیں رخصت ملے گی؟ (ترمذی، رقم ۳۰۳۲)، یہ راوی کا سہو ہے، کیونکہ نابینا حضرت عبداللہ نہیں، بلکہ ان کے بھائی ابواحمد عبد بن جحش تھے۔ چنانچہ طبری نے اس روایت کو اسی سند کے ساتھ اپنی تفسیر میں نقل کیا تو اس غلطی کی تصحیح کر دی۔ ابن حجر نے صراحت کی ہے کہ یہ سہو نچلے راوی ابن جریج کا ہے (فتح الباری)۔ گویا اس نے روایت بیان کرتے ہوئے عبد بن جحش کو حضرت عبداللہ بن جحش بول دیا اور بعد میں یہی نقل ہوتا رہا۔

حضرت عبداللہ بن جحش کی شادی سیدہ خدیجہ کی چچا زاد فاطمہ بنت ابوحبیش سے ہوئی جن سے محمد تولد ہوئے۔ دوسری شادی بنومناف کی زینب بنت خزیمہ (ام المساکین) سے ہوئی جو ان کی شہادت کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں اور جلد ہی تیس سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔طبری کی روایت کے مطابق حضرت زینب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آنے سے پہلے حضرت عبداللہ بن جحش نہیں، بلکہ عبیدہ بن حارث کے بھائی طفیل بن حارث کی زوجیت میں تھیں۔علامہ شبلی نعمانی نے ''سیرت النبی'' میں اس روایت کو اختیار نہیں کیا۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

حضرت عبداللہ بن جحش سے سعد بن ابی وقاص نے براہ راست اور سعید بن مسیّب نے سماع نہ ہوتے ہوئے مرسل حدیث روایت کی۔ان کی روایات ترمذی اور مسند احمد میں موجود ہیں۔

اہل تاریخ نے حضرت عبداللہ بن جحش اور ان کے بھائی عبیداللہ کی سوانح کو خلط ملط کیا ہے۔عام تاریخ نگاروں نے عبیداللہ کے حالات زندگی میں جو بیان کیا ہے، ''مروج الذہب ومعادن الجوہر'' میں مسعودی نے اسے حضرت عبداللہ کے سوانحی خاکے میں جڑ دیا ہے۔

مطالعۂ مزید: السیرۃ النبویۃ (ابن ہشام)، الطبقات الکبریٰ (ابن سعد)، جامع البیان فی تاویل آی القرآن (طبری)، تاریخ الامم والملوک (طبری)، الاغانی (ابوفرج اصفہانی)، المنتظم فی تواریخ الملوک والامم (ابن جوزی)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (ابن عبدالبر)، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ (ابن اثیر)، الکامل فی التاریخ (ابن اثیر)، البدایۃ والنہایۃ (ابن کثیر)، تاریخ الاسلام (ذہبی)، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (ابن حجر)، اردو دائرۂ معارف اسلامیہ (مقالہ: Montgomery Walt)، المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام (جواد علی)، Wikipedia۔